DOI: https://doi.org/

Al-Basirah البصيرة

Volume 11, Issue 02, (Dec 2022)

https://albasirah.numl.edu.pk/ eISSN: 2222-4548, pISSN: 2520-7334

بین الاقوامی قانون کی تشکیل: امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ کی ضرورت

Formulation of International Law: Need of Getting Guidance From Imam Abu Hanifa's Thoughts

Dr Nadeem Abbas Aslmi[1], Dr. Muhammad Irfan Ahmad[2]

[1] Lecturer, University of Gujrat, Gujrat. **Email**: abbas.nadeem@uog.edu.pk

[2] Assistant Professor, University of Central Punjab, Gujrat.

Received: April 23, 2022 | Revised: April 27, 2022 | Accepted: July 5, 2022 | Available Online: Jan 12, 2023

ABSTRACT

Mutual relationship, cooperation and unity among nations, societies and states have always required international laws and regulations; otherwise it is likely that there had been the situation of wars, fights, distrusts, doubts and nihilism. Therefore, The Holy Prophet (PBUH) made such comprehensive and omnibus universal laws and regulations so that all the nations can live in the best and organized way to an extent. For the ease and comprehensibility to Muslim Umma, Imam Abu Hanifa introduced a domain of knowledge based on Fiqh with name Ilm al Siyyer. His (RA) sayings and practices have primary importance in making an Islamic international law. He (RA) accordingly, wrote a book on it. Later on, this domain of knowledge was also introduced by his followers like Muhammad Bin Hasan Shainbani in Kutb e Zahir ur Riwayah, Qazi Abu Yousaf in Al-asaar o Al-khiraaj and Hasan bin Ziada in Adab ul Alqazi o Kitaab ul khiraaj. Following them, we can get guidance from Imam Abu Hanifa' s thoughts, which may help in strengthening mutual relationships, eradicating wars and hatred among nations and states, and in extending socio-economic, commercial and economical interests of states to masses and masses to states. Furthermore, matters on war and peace and mutual contracts can be settled with the result of which protection of children, women, old people, ambassadors, religious leaders human life and property during war can be ensured, and in peace and in making agreements, construction and development of the nations and the countries can be safeguarded. It is due to the weaknesses in and non-enforceability of contemporary international laws, it is felt that Imam Abu Hanifa's (RA) thoughts are needed to be utilized .

Keywords: Ilmus Siyyer, Imam Abu Hanifa, International laws, Islam, Muhammad Bin Hassan Al-Shaibani, Qazi Abu Yousuf

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Correspondence Author's Email: abbas.nadeem@uog.edu.pk

1۔ تعارف

اقوام، معاشروں اور مملکتوں کا باہمی تعلق وربط اوراتفاق و اتحاد ہمیشہ بین الاقوامی اصول و قوانین کا متقاضی رہا ہے۔ بصورت دیگر لڑائی، جھگڑا، شکوک و شبہات اور تفریق کا ماحول پیدا ہونا فطری بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جامع وہمہ گیر بین الاقوامی قوانین واصول وضع و متعین فرمائے تا کہ جملہ اقوام ایک دائرہ میں رہ کر بہترین اور منظم زندگی گذار سکیں۔ امام ابو حنیفہ نے امت مسلمہ کی آسانی و تفہیم کی خاطر اس کو فقہی اعتبار سے باقاعدہ ایک فن یعنی علم السیر کے نام

OPEN ACCESS **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

سے متعارف کروایا۔امام ابو حنیفہ کے اقوال وروایات کو اسلامی بین الاقوامی قانون کی تشکیل میں بنیادی حیثیت حاصل ہے ۔اس فن پر انہوں نے باقاعدہ ایک کتاب "السیر لابی حنیفہ "تحریر کی ۔اس علم کے مختلف پہلوؤں کی ترقی میں آپ کے شاگردوں نے اہم کردار ادا کیا۔ محمد بن حسن شیبانی نے "کتب ظاہر الروایہ "، قاضی ابو یوسف نے "کتاب الآثار" اور "کتاب الخراج" اور حسن بن زیاد نے "ادب القاضی" اور "کتاب الخراج" کی صورت میں اس فن کو مزید نکھارا۔امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ کرکے اقوام و مملکتوں کے باہمی تعلقات میں استحکام لایا جاسکتا ہے، جنگوں اور نفرتوں کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے،اس کے نتیجہ میں دورانِ جنگ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، سفیروں، مذہبی راہنماؤں،انسانی جان واملاک کے تحفظ اور امن و معاہدات کی صورت میں اقوام و ممالک کی تعمیر وترقی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے ۔یہ امر واضح ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ اقوام اور معاشروں کی ترقی و بہتری کے لیے ایسے اصول و قوانین کے تعین کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے جو باہمی تعلقات اور معاہدات میں پیش آمدہ نت نئے مسائل کا احسن طریقہ سے حل پیش کریں،ایسے اصول و قوانین کو بین الاقوامی قانون کا نام دیا گیا ہے، عربی میں اسے علم السیر اور انگریزی میں انٹر نیشنل لاء کہا گیا ہے۔ بین الاقوامی قانون کی تشکیل وتدوین میں امام ابو حنیفہ کے افکار کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے بین الاقوامی قانون کی تشکیل کے لیے مقرر کردہ مجلس قانون شرعی کو ہی بنیادی حیثیت دی ۔اس مجلس کے اہم اراکین میں قاضی ابو یوسف انصاری، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد نے خصوصی طور پر دلچسپی کا اظہار کیا۔اس میدان میں امام ابو حنیفہ کے افکار سے جو مختلف جہات سامنے آتی ہیں ان میں دار الاسلام،دار الحرب، دار العہد، دار الصلح اور دار الامن شامل ہیں۔اس ضمن میں قتال و امن عالم، غلامی و محکومی کا تصور، دوران جنگ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مذہبی رہنماؤں کا تحفظ، جنگی قیدیوں سے حسن سلوک، ذمیوں و سفیروں کے حقوق و تحفظ، جزیہ و خراج، اہل کتاب کا ذبیحہ و نکاح، اقامت حدود، مرتد و مرتدہ کی سزا اور تقسیم غنائم سے متعلق مباحث قابل ذکر ہیں۔ ریاستوں کے مابین ربط و تعلق اور باہمی امور و معاملات وغیرہ کی تنظیم و تشکیل کے لیے درج بالا مباحث انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ کرکے تمام ممالک باہمی امن اور اتفاق و اتحاد کی صورت اختیار کرکے ترقی و کامیابی کی راہ پر گامزن ہوسکتے ہیں۔

اسلامی تاریخ میں بین الاقوامی قانون کے موضوع پر کثیر تعداد میں کتب ورسائل اور مقالہ جات لکھے گئے ہیں،بلاشبہ علمائے اسلام نے اس فن کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بین الاقوامی قانون میں موجود امن و جنگ یا معاہدہ سے متعلق خارجی و داخلی اصول و قوانین کو موضوع بحث بنایا جاتا رہا۔ متقدمین میں سے عروہ بن زبیر، زید بن علی، اوزاعی، ابو حنیفہ، ابو اسحاق فزاری، ابو یوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، شافعی، سرخسی اور متاخرین میں سے ڈاکٹر صبحی محمصانی، ابو زہرہ مصری، ڈاکٹر حمید اللہ، ڈاکٹر محمود احمد غازی، وہبہ زحیلی اور یوسف قرضاوی جیسی شخصیات نے اہم کردار ادا کیا اور اس فن پر باقاعدہ کتب تحریر کیں۔ مختلف جامعات میں جو تحقیقی مقالہ جات لکھے گئے ان میں محمد انس گورایہ کا "اسلامی ریاست کے بین الاقوامی تعلقات قرآن و سنت کی

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

روشنی میں "[1]، محمد اسلم صدیقی کا "قرن اول میں مسلمانوں کے غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات اور عصر حاضر "[2]، ارم سلطانہ کا "بین الاقوامی سطح پر مسلم اور غیر مسلم کے تعلقات کا جائزہ "[3]، سعدیہ جبیں "بین الاقوامی تعلقات کے اصول: مکاتیب اور وثائق رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں "[4]، محبوب حسین شاہ کا "مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات (عہد عثمانی میں)"[5] اور شاہدہ ملک کا "مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان معاشرتی و سیاسی تعلقات (پہلی صدی ہجری میں)"[6]، شامل ہیں۔ مذکورہ تحقیقی کام میں امام ابو حنیفہ کے کردار اوران کے اسلوب کو جامعیت و خصوصیت کے ساتھ واضح نہیں کیا گیا۔ یہی وہ علمی خلا ہے جس کو پُر کرنے کی غرض سے مضمون ہذا کی تشکیل و تدوین عمل میں لائی گئی ہے۔

2۔ بین الاقوامی قانون کی تشکیل اور امام ابو حنیفہ

دو قوموں، حکومتوں یا ممالک کے مابین امن و جنگ یا معاہدہ سے متعلق اصول و قوانین کو بین الاقوامی قانون کا نام دیا گیاہے۔ ہر دور کے لحاظ سے اس فن کی اصطلاحات اور جہات کی تعیین کی جاتی رہی۔ ابتدائی طور پر سیرت نگاروں نے رسول اللہ ﷺ کے غیر مسلموں سے امن و جنگ کے معاملات و معاہدات کو "سیر و مغازی" کا نام دیا۔ بعد ازاں اس کو "علم السیر" کے نام سے علیحدہ فن کی حیثیت دے دی گئی، متقدمین فقہاء اس کے لیے "علم السیر" کی اصطلاح استعمال کرتے رہے، متاخرین نے اس کو مزید وسعت دیتے ہوئے اسلام کا قانون بین الممالک، اسلامی بین الاقوامی تعلقات اور بین الاقوامی قانون یا قانون بین الاقوام اوراسلامک انٹر نیشنل لاء کے نام سے موسوم کیا۔ بین الاقوامی قانون کی تعریف بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر نجیب ارمنازی (1968ء)[7] لکھتے ہیں کہ ایسے قواعد جو مسلمانوں کے غیر مسلم اہل حرب یا اہل امن کے ساتھ معاملات کے لیے وضع کیے گئے ہیں خواہ افراد ہوں یا ممالک، دار الاسلام میں ہوں یا باہر ہوں اور ان قواعد میں مرتد، باغی اور ڈاکو سب شامل ہیں[8] ڈاکٹر محمد حمید اللہ[9] رقمطراز ہیں کہ مسلم قانون بین الممالک کی یہ تعریف کی جاسکتی ہے کہ

---

[1] شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پی ایچ ڈی، 2012ء۔

[2] پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پی ایچ ڈی، 2012ء۔

[3] نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد، پی ایچ ڈی، 2014ء۔

[4] پشاور یونیورسٹی، پی ایچ ڈی، 2017ء۔

[5] دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، ایم فل، 2011ء۔

[6] اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور، ایم فل، 2015ء۔

[7] ارمنازی، نجیب بن محمد، ڈاکٹر (1315۔1387ھ)۔ ولادت حمات اور وفات دمشق میں ہوئی۔ مصر اور لندن میں سفیر رہے، اور وزیر خارجہ بھی رہے۔ دمشق میں صحافی بھی رہے۔ خارجہ پالیسی پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف کتب کے مصنف بھی ہیں جن میں: الشرع الدولی فی الاسلام، السیاسۃ الدولیۃ وغیر ہما شامل ہیں۔ (الأعلام للزرکلی 8/13)

[8] ارمنازی، نجیب بن محمد، ڈاکٹر، الشرع الدولی فی الاسلام، (مشق، 1930ء)، ص 244۔

[9] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر (1908۔2002ء) حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے اور فرانس میں فوت ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حیدر آباد میں حاصل کی اور فرانس کی سوربون یونیورسٹی سے عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں اسلامی سفارت کاری کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مشرق و مغرب کی دس زبانوں کا علم رکھتے تھے۔ فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ایسا قانون جو کسی قانون کا حصہ یا اس سرزمین کا عرف و تعامل یا معاہدہ کی پابندی جو مسلمانوں کے لیے عملاً یا قانوناً ضروری ہو مسلم قانون بین الممالک کہلاتا ہے۔[10] ڈاکٹر سالمنڈ کے مطابق وہ قوانین بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں جو ایک خود مختار ریاست کئی دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات اور طرز عمل کو متعین کرنے میں اختیار کرتی ہے۔[11] امام ابو حنیفہ نے بین الاقوامی قانون کی فقہی اعتبار سے بحیثیت فن بنیاد رکھی، جس کے ابلاغ کے لیے تحریر اور تدریس کو ذریعہ بنایا۔ تحریری طور پر امام ابو حنیفہ نے بین الاقوامی قانون پر مشتمل "السیر" کے نام سے کتاب لکھی جس میں اس فن سے متعلق اقوال و روایات موجود تھے، بد قسمتی سے اِس وقت وہ کتاب منظر عام سے غائب ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی، امام بیہقی[12] کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال البيهقي : هو كتاب في السير اصله لأبي حنيفة فرد عليه فيه الأوزاعي فرد أبو يوسف على الأوزاعي رده على أبي حنيفة ۔ فأخذه الشافعي ورد على ابی یوسف رده على الأوزاعي [وهو الكتاب المعروف بسير الأوزاعي][13]۔

وہ کتاب اصل میں ابو حنیفہ کی السیر ہے، امام اوزاعی نے اس کا رد لکھا ہے تو امام ابو یوسف نے امام اوزاعی کا رد لکھا، پھر امام شافعی نے امام ابو یوسف کا رد لکھا جو امام ابو یوسف نے امام اوزاعی کا رد لکھا ہوا تھا۔ [یہ کتاب سیر اوزاعی کے نام سے مشہور ہے۔]

شیخ ابو زہرہ مصری (1974ء) لکھتے ہیں:

لقد ادعى بعض العلماء انه كتبها و تلاها على تلاميذه ولقد روى هذه الاحكام عنه ابو يوسف في كتابه (الرد على سير الاوزاعي) ورواها عنه الحسن بن زياده اللؤلؤى۔ الخ۔[14]

دو جلدوں پر مشتمل سیرت لکھی۔ کثیر تعداد میں تحقیقی کتب تحریر کیں جن میں صحیفہ ابن ہمام کی ایڈٹنگ،، محمد رسول اللہ ﷺ، امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، اسلام کا قانون بین الممالک، وغیرہ شامل ہیں)(ڈاکٹر محمد حمید اللہ: محدث، تذکرہ خورشید احمد Muslim Conduct of State,

[10] Muhammad Hamidullah,Dr,The Muslim Conduct of state,(Sh. Muhammad Ashraf ,7-Aibak Road ,Lahore-Pakistan) ,P.3.

[11] The All Pakistan Leagal Decisions, P.L.D church road Lahore,1993), P17(

[12] ابو بکر بیہقی، احمد بن حسین بن علی، امام (384-458ھ=994-1066م) خسروجرد میں پیدا ہوئے جو نیشاپور میں موجود بیہق کی بستی تھی۔ بغداد و کوفہ اور مکہ کا سفر کیا۔ پھر نیشاپور آئے اور وہی وصال ہوا۔ مذہب شافعی سے تعلق رکھنے والے عظیم محدث تھے۔ امام شافعی کے لیے اتنی فضیلت کا سبب اور کوئی نہیں بنا جتنا بیہقی بنے ہیں۔ امام بیہقی کثیر تعداد میں تصانیف تحریر کیں جن میں : السنن الکبری و الصغری، شعب الایمان، دلائل النبوۃ، معرفۃ السنن والآثار، الترغیب والترھیب، المبسوط، مناقب الامام الشافعی، فضائل الصحابۃ، الاعتقاد، الاسماء والصفات، المعارف، الآداب، القرآۃ خلف الامام اور البعث والنشور وغیرہم شامل ہیں۔ (الأعلام لزرکلی 1/116)

[13] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، **توالی التاسیس**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2011ء)، ص153۔

[14] 8 14۔ ابو الوفاء افغانی، سید محمود شاہ، **مقدمہ الرد علی سیر الاوزاعی**، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، 1421ء)، ص33

OPEN ACCESS
Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

"بعض علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے یہ کتاب لکھی ہے پھر شاگردوں پر پڑھی، بعد ازاں ابو یوسف نے ان احکامات کو اپنی کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" میں روایت کیا اور حسن بن زیاد نے بھی روایت کیا ہے۔"

ابو الوفاء افغانی (1975ء)[15] لکھتے ہیں:

ان من اقدم ماصنف فی السیر کتاب السیر للامام ابی حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی -رحمه الله-[16]

ترجمہ: بے شک سیر میں سب سے پہلے تصنیف کی گئی کتاب امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی "کتاب السیر" ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ بیان کرتے ہیں: امام ابو حنیفہ کی وفات 150ھ میں ہوئی 120ھ اور 150ھ کے مابین انہوں نے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام "کتاب السیر" تھا، اس کی تاریخ دلچسپ ہے۔۔۔ بہر حال امام ابو حنیفہ نے جب وہ کتاب لکھی تو فوراً ایک معاصر فقیہ امام اوزاعی نے اس کی تردید میں ایک رسالہ لکھا۔ بدقسمتی سے اس وقت ہمارے پاس نہ امام ابو حنیفہ کی کتاب موجود ہے اور نہ امام اوزاعی کا رسالہ بجز ان اقتباسات کے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "کتاب الام" میں جمع کیے ہیں۔ اس سے نظر آتا ہے کہ کن چیزوں کے متعلق امام ابو حنیفہ کی رائے سے امام اوزاعی نے اختلاف کیا تھا۔ جب امام اوزاعی نے جو دمشق کے فقیہ تھے کتاب پر ایک رسالہ لکھا، تو امام ابو حنیفہ نے مناسب نہیں سمجھا کہ خود اس کا جواب دیں ان کے ایک شاگرد امام ابو یوسف نے اس کا رد لکھا یہ کتاب بھی ہمارے پاس محفوظ نہیں، لیکن امام شافعی کی کتاب الام میں جو اقتباسات ہیں ان میں سے اس کا بھی ذکر آتا ہے۔۔ اس سلسلے میں ابن حجر نے اپنی کتاب توالی التاسیس میں جو امام شافعی کی سوانح عمری ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ سیر پر سب سے پہلے امام ابو حنیفہ نے ایک کتاب لکھی، جس کا جواب امام اوزاعی نے دیا اور اس کا جواب الجواب امام ابو یوسف نے لکھا پھر ان پر تبصرہ امام شافعی نے اپنی کتاب الام میں کیا ہے۔[17] واضح ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے السیر یعنی بین الاقوامی قانون پر باقاعدہ ایک کتاب تحریر کی تھی خیال رہے کہ امام ابن حجر کے ذکر کردہ امام بیہقی کے قول کے مطابق نویں صدی ہجری تک اس کتاب کا ذکر ملتا ہے جو بعد میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اس بات کا اظہار ڈاکٹر محمود احمد غازی نے یوں کیا کہ "یہ وہ حالات تھے جن میں امام ابو حنیفہ نے دنیا کی تاریخ میں پہلی بار قانون بین الاقوام کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی، اس کا نام "کتاب السیر" یا "کتاب سیر ابی حنیفہ" تھا اور اس دور میں وہ "سیر ابو حنیفہ" کے نام سے مشہور و معروف ہوئی۔۔۔ پھر کہا بہر حال امام ابو حنیفہ کی کتاب کے نسخے تیار کرا کے تقسیم

---

[15] ابو الوفاء سید محمود شاہ قادری بن سید مبارک شاہ قادری حنفی افغانی (1310-1395ھ) ولادت افغانستان کے شہر قندھار میں ہوئی۔ مزید علوم دینیہ کے حصول کے لیے رامپور ہندوستان تشریف لائے اور جامعہ نظامیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ فقہ حنفی پر کام کرنے کا بہت بڑا بیڑا اٹھایا اور دائرۃ المعارف النعمانیۃ کا قیام عمل میں لایا۔ امام ابو یوسف کی الرد علی سیر الاوزاعی، کتاب الآثار اور اختلاف ابن ابی لیلی کی تحقیق و تصحیح کی اور شرح بھی لکھی، اسی طرح امام محمد کی کتب کی تحقیق اور شرح لکھی۔ جو یقیناً فقہ حنفی کے بنیادی ذخیرہ پر بہت بڑا کام ہے۔

[16] ابو الوفاء افغانی، مقدمۃ الرد علی سیر الاوزاعی، ص1۔

[17] حمید اللہ، ڈاکٹر، **اسلامی ریاست**، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، جنوری، 1999ء)، ص160۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کیے گئے۔ بد قسمتی سے نہ امام ابو حنیفہ کی اصل کتاب "کتاب السیر" یا "سیر ابی حنیفہ" ہم تک پہنچ سکی اور نہ اس کے جواب میں لکھی جانے والی امام اوزاعی کی کتاب باقی رہی امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی کی دونوں کتب سیر ضائع ہو گئیں، لیکن ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں کافی عرصے تک موجود رہیں اور زوال بغداد کے بعد تک بھی دستیاب تھیں۔ یہ اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مشہور محدث اور مؤرخ حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ، 1449ء) نے اپنی تحریروں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن حجر کے زمانے تک یعنی نویں صدی ہجری اور پندرہویں صدی عیسوی تک دونوں کتابیں موجود تھیں اور بعد میں کسی مرحلے پر ضائع ہو گئیں لیکن ان دونوں کتابوں کے محاکے پر مبنی امام ابو یوسف کی کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے آج موجود ہے۔ اس کتاب کی حفاظت اور بقاء کا سہرا امام شافعی کے سر ہے جن کی کاوش سے یہ کتاب آج تک چلی آرہی ہے اس میں وہ سب مباحث موجود ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا"۔[18] تحریری خدمات کی طرح تدریسی طرز عمل اپناتے ہوئے اس فن کے فروغ کی خاطر باقاعدہ تلامذہ تیار کیے۔ ان کو قرآن و سنت اور اقوال صحابہ سے معمور علم السیر پر مسائل مع الدلائل املاء کرواتے، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد جیسے فقیہان امت زبانی اور کتابی شکل میں اس مواد کو جمع کرتے جاتے۔ جس کے نتیجے میں علم السیر پر کئی کتب وجود میں آئیں۔ ان آئمہ میں زیادہ حصہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے لیا جس کے نتیجے میں امام ابو یوسف کی "الرد علی سیر الاوزاعی" اور "کتاب الخراج" اور امام محمد کی "السیر الصغیر" اور "السیر الکبیر" وجود میں آئیں۔ امام محمد نے امام ابو حنیفہ کے علوم سے بالواسطہ اور بلاواسطہ استفادہ کیا ہے، کئی مقامات پر امام ابو حنیفہ سے اختلاف کیا ہے اور کہیں آپ کا دفاع بھی کیا۔ امام حسن بن زیاد نے بھی امام ابو حنیفہ سے علم السیر کو روایت کیا جس کے نتیجے میں ان کی "کتاب السیر" وجود میں آئی۔

الف۔ کتاب السیر کی تدوین کے متعلق اہل علم کی آراء

امام ابو حنیفہ کے بین الاقوامی قانون میں مدرس اول ہونے کی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد دسوقی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے تالیف کتب کی طرف توجہ دینے سے زیادہ تربیت رجال پر توجہ مرکوز رکھی تھی۔[19] شیخ ابو زہرہ مصری (1974ء) لکھتے ہیں کہ احکام سیر ابو حنیفہ سے مختلف طرق سے مروی ہیں یہاں تک کہ بعض علماء نے دعوی کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے یہ کتاب لکھی ہے اور اس کو شاگردوں پر پڑھا اور ان احکامات کو امام ابو یوسف نے اپنی کتاب الرد علی سیر الاوزاعی میں روایت کیا اور اس کو حسن بن زیاد نے بھی آپ سے روایت کیا ہے۔[20] ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان ہے: وہ (امام ابو حنیفہ) یقیناً اپنے معمول کے مطابق اپنے شاگردوں کو اس موضوع پر بھی درس دیتے رہے ہوں گے امام ابو حنیفہ کے درس کا

---

[18] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اسلام کا قانون بین الممالک، (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2007ء)، ص154۔

[19] امام محمد بن حسن شیبانی اور ان کی فقہی خدمات (مترجمین: حافظ شبیر احمد جامعی، ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی)، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامیہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اشاعت اول 2005ء)، ص: 129

[20] ابوزھرہ مصری، محمد، مقدمہ شرح السیر الکبیر، (مصر: الجامعۃ القاھرۃ، 2000ء)، ص33۔

OPEN ACCESS | CC BY NC
Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ اپنے خیالات بیان کرتے، پھر اپنے شاگردوں سے بھی بحث کرتے اور پوچھتے کہ تمہاری رائے کیا ہے۔ اس بحث کی وجہ سے مختلف پہلو واضح تر ہو جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے دروس کے اقتباسات کی مدد سے ایک وسیع اور جامع کتاب لکھی جاسکتی تھی۔ اور غالباً ایسا ہی ہوا ہو گا امام ابو حنیفہ کی کتاب ہم تک پہنچی نہیں لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ بیس پچیس صفحوں کا رسالہ ہو گا۔[21] ڈاکٹر لامینو ابو بکر کا کہنا ہے کہ امام ابو حنیفہ پہلے علم السیر کی تعلیم حاصل کرنے والے استاد تھے جنھوں نے تصور علم السیر پر باقاعدہ درس و تدریس کے سلسلہ کا آغاز کیا۔[22]

ب۔ علم السیر میں امام ابو حنیفہ کے افکار کو فروغ دینے میں آپ کے شاگردوں کا کردار

امام ابو حنیفہ کی علم السیر میں رجال کی تیاری کی طرف توجہ رہی جس کے نتیجے میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور حسن بن زیادہ کی خدمات منظر عام پر آئیں۔ ذیل میں امام ابو حنیفہ کے چند معروف تلامذہ کی علم السیر میں خدمات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے بین الاقوامی قانون پر مشتمل مسائل کا ایک ذخیرہ جمع کیا اور ساتھ ہی امام ابو یوسف، امام محمد، امام حسن بن زیاد اور امام زفر جیسے تلامذہ پیدا کیے جنھوں نے یہ قیمتی و بنیادی ذخیرہ محفوظ کر کے کتابی اور تدریسی صورت میں پوری امت مسلمہ تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرنے والے تلامذہ کا مختصر تعارف یہ ہے کہ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری 113ھ کو پیدا ہوئے اور علم فقہ و سیر میں ایک مقام حاصل کیا اور قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ نے علم السیر میں تحریری اور تدریسی خدمات سرانجام دیں جو علمی فیضان امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا اس کے اثرات ساری زندگی رہے جس کے نتیجہ میں امام ابو یوسف نے علم السیر پر امام ابو حنیفہ کے نکتہ نظر کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ تحریری و تدریسی طریق سے امت مسلمہ تک پہنچانے کا انتظام و انصرام بھی کیا۔ امام ابو یوسف نے السیر الصغیر کو امام محمد کے سامنے بیان کیا جس کو امام محمد نے لکھ کر ذخیرہ کتب کا حصہ بنا ڈالا، امام ابو یوسف نے امام اوزاعی کا رد لکھ کر امام ابو حنیفہ کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ امام ابو حنیفہ کی کتاب السیر کو محفوظ کر دیا۔ اسی طرح کتاب الآثار میں امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایات کو ذکر کر کے مسند امام اعظم کا ذخیرہ محفوظ کر لیا، نیز کتاب الخراج میں علم السیر پر امام ابو حنیفہ سے روایات بھی ذکر کیں۔ اور ان تمام تصنیفی امور کو سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ بڑا کارنامہ جو سرانجام دیا وہ عہدہ قضاۃ کے وقت امام ابو حنیفہ کی تعلیمات کو عدالتی نظام میں رائج کیا اور ساتھ کئی تلامذہ تک ان علوم کو پہنچایا۔ جس کے نتیجے میں امام ابو حنیفہ کی فقہ حنفی اور علم السیر کی امت مسلمہ تک رسائی کافی حد تک ممکن ہوئی۔ علم السیر پر امام ابو یوسف کی کتاب الرد علی سیر الاوزاعی ہے جس کی ایڈٹنگ ابو الوفاء افغانی نے کتاب الام سے اخذ کر کے کی، اس کو ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ

---

[21] حمید اللہ، ڈاکٹر، **خطبات بہاولپور**، (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 1992ء)، ص 23۔

[22] 22-Lamino Abubakar,Dr,War and Islamic Humanitarian Law, Vol.4, No.5,(March,2015),11.

ڈاکٹر لامینو ابو بکر UNIVERSITY OF MAIDUGURI NIGERIA میں شریعہ اینڈ لاء کی پروفیسر ہیں۔ اس موضوع پر مقالہ لکھا ہے۔

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کراچی نے شائع کیا یہ کتاب 135 صفحات پر مشتمل ہے اس میں امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ کی کتاب السیر کا رد لکھا جس کے جواب میں امام ابو یوسف نے اس کا رد لکھا۔زاہد کوثری لکھتے ہیں:و حاول الاوزاعی الرد علی سیر ابی حنیفۃ فجاوبہ ابو یوسف۔[23] امام اوزاعی نے سیر ابی حنیفہ کا رد لکھنے کی کوشش کی تو امام ابو یوسف نے اس کا جواب لکھ ڈالا۔امام محمد بن الحسن بن فرقد شیبانی دمشق کی بستی حرستا سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے اہل خانہ واسط منتقل ہوئے وہاں ہی آپ کی ولادت ہوئی پھر تحصیل علم کے لیے کوفہ آئے۔آپ نے امام ابو حنیفہ، مسعر، اوزاعی، مالک بن انس اور قاضی ابو یوسف سے روایت کیا اور آپ سے امام شافعی، ابو سلیمان جوزجانی اور قاسم بن سلام نے روایت کیا ہے۔امام محمد کی تصنیفی خدمات فقہ حنفی کا مرجع اور انسائکلوپیڈیا ہیں جن کو وہ امام ابو حنیفہ و ابویوسف اور اپنے اجتہادات سے احاطہ تحریر میں لائے۔امام محمد کی کتب تین اقسام میں منقسم ہوتی ہیں:کتب ظاہر الروایۃ،نادر الروایۃ اور غیر ظاہر الروایۃ۔کتب ظاہر الروایۃ میں المبسوط،الجامع الصغیر،الجامع الکبیر،السیر الکبیر اور الزیادات،کتب نادر الروایۃ میں الفتاوی الھارونیۃ والرقیۃ والکیسانیۃ والجرجانیۃ اور النوادر،اور کتب غیر ظاہر الروایۃ میں:المؤطا، الآثار الحجۃ، زیادۃ الزیادات، الاکتساب اور الحیل وغیرہ شامل ہیں۔بین الاقوامی قانون پر آپ کی باقاعدہ السیر الکبیر اور السیر الصغیر ہیں جو اس فن پر اہم کاوش ہے۔[24] امام حسن بن زیاد (204ھ)امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگردوں میں سے تھے۔آپ نے "کتاب الخراج" اور "ادب القاضی" لکھی جن میں بین الاقوامی قانون سے متعلق مسائل مذکور ہیں۔[25] امام زفر بن ہذیل بن قیس(110-158ھ)اصفہان کے رہنے والے تھے امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے تھے اور فقہ حنفی سے تعلق تھا۔بصرہ میں اقامت اختیار کی وہیں عہدہ قضا پر فائز رہے اور وہیں وصال ہوا۔آپ کا شمار محدثین میں ہوتا تھا پھر آپ کا رجحان فقہ کی طرف بڑھا اور مجتہد کے درجہ پر فائز ہوئے ۔امام ذہبی کہتے ہیں:امام زفر کی کتاب الفرائض میں بین الاقوامی قانون کے مسائل موجود ہیں جو امام ابو حنیفہ سے مستفاد ہیں ۔[26] یہ امام ابو حنیفہ کے وہ تلامذہ تھے جنھوں نے حلقہ درس سے استفادہ کرکے اس فن کو زیب قرطاس کیا۔ان میں سب سے زیادہ کام امام محمد و ابویوسف کا پھر امام حسن بن زیاد و امام زفر کا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس فن پر باقاعدہ افراد تیار کیے تھے جنھوں نے تحریری خدمات سرانجام دے کر یہ قیمتی اثاثہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلیا۔

---

[23] ابو الوفاء افغانی، مقدمۃ الرد علی سیر الاوزاعی، ص 1۔

[24] دیکھیے: خطیب بغدادی، احمد بن علی، **تاریخ بغداد**، جلد2،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ)، ص 561، ابو اسحاق شیرازی، طبقات الفقہاء، 1/135، مبارک بن احمد، اربلی، **تاریخ اربل**، عراق: دار الرشید للنشر، 2/620، قاسم بن قطلوبغا حنفی، تاج التراجم، 1/237، الزرکلی : الأعلام، 6/80، عینی، مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار، 3/540، ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی، لسان المیزان، دار البشائر الاسلامیۃ، 2002ء، 7/60، ابن حجر، العسقلانی، تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الأربعۃ، 2/174۔

[25] دیکھیے: ابن عماد حنبلی، عبد الحی بن احمد بن محمد، **شذرات الذھب فی اخبار من ذھب**، جلد2،(بیروت: دار ابن کثیر، دمشق، 1986ء)، ص 122، الأعلام، 2/119، معجم المؤلفین، 1/97، تحفۃ الترک 3/226، الفہرست لابن ندیم، 1/258، الأعلام للزرکلی، 3/45

[26] زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، **الأعلام**، جلد2،(بیروت: دار العلم للملائیین، 2002ء)، ص 191۔

OPEN ACCESS
Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

3۔ امام ابو حنیفہ اور بین الاقوامی قانون کی مختلف نوعیتیں اور آپ کے مراجع

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بین الاقوامی قانون سے متعلق ایک ذخیرہ امت مسلمہ کو دیا۔ آپ کے افکار قرآن و سنت اور اقوالِ صحابہ سے مستفاد ہیں، امام ابو حنیفہ نے اسلوب استدلال بیان کرتے ہوئے فرمایا: یقیناً مجھے جو کتاب اللہ سے مل جائے میں وہ ہی لیتا ہوں، اگر اس میں نہ پاؤں تو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آثار صحیحہ سے جو ثقہ رواۃ سے مروی ہوں، اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ پاؤں تو صحابہ میں سے جن سے چاہوں اخذ کرتا ہوں۔[27] اس حوالہ سے قرآن کریم سے ایک مثال ملاحظہ فرمایے: دوران جنگ مشرکین کے درخت کاٹنے کے اثبات میں امام ابو حنیفہ قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لا بأس بقطع شجر المشركين و نخيلهم و تحريق ذلك لان الله عزوجل يقول : ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ﴾"[28]

مشرکین کے درختوں اور کھجوروں کو کاٹنے اور جلانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ ۔

اسی طرح حدیث نبوی ﷺ سے استدلال کی مثال ملاحظہ فرمایے: امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے آپ سے دوران جنگ مثلہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

"ولا ينبغي لهم ان يمثلوا وَقَدْ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُثْلَةِ"۔[29]

کسی بھی انسان کا مثلہ کرنا (یعنی جسمانی نقصان یا بگاڑ پیدا کرنا) ان کے لیے جائز نہیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اقوال صحابہ علیہم الرضوان سے استدلال کی مثال: آپ کے شاگرد جناب قاضی ابو یوسف نے کتابی غیر مسلموں سے نکاح اور ان کے ذبح کے بارے پوچھا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ذکر فرمایا:

"عن على بن ابى طالب انه سئل عن مناكحة اهل الكتاب من اهل الحرب، فكرهه، وسئل عن ذبائحهم فلم ير بذلك بأسا"۔[30]

---

[27] ابن حجر ہیتمی مکی، **الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفہ النعمان**، (مصر، مطبعۃ السعادۃ، 1324ھ)، ص 33۔

[28] شیبانی، محمد بن الحسن، الامام، **کتاب الاصل**، جلد 7، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2007ء)، ص 463۔

[29] ایضاً، 7/438

[30] 30۔ شیبانی، محمد بن الحسن، الامام، **کتاب الاصل**، جلد 2، ص 488۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حربی اہل کتاب سے نکاح کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا اور اہل کتاب کے ذبح کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے کوئی حرج نہیں سمجھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے افکار کے مصادر قرآن و سنت اور اقوال صحابہ علیہم الرضوان تھے جن سے آپ نے بین الاقوامی قانون کی تشکیل کی۔

آپ رحمہ اللہ کے افکار کی صورت میں بین الاقوامی قانون کی یہ انواع: دار الاسلام، دار الحرب، دار العہد، دار الصلح اور دار الامن سامنے آتی ہیں، ان کی وضاحت اور مثالیں اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیے: دار الاسلام: لغوی معنی کے اعتبار سے دار الاسلام سے مراد سلامتی اور امن والا گھر ہے اور اصطلاحی اعتبار سے جہاں نظام و احکام اسلامیہ کا نفاذ ہو یا نفاذ کے راستے میں کفر حائل نہ ہو اور ادارے مسلمانوں کی دسترس میں ہوں کفر کو اس میں کوئی دخل نہ ہو اور مسلمان امن کی زندگی پوری آزادی کے ساتھ گذار رہے ہوں اسے دار الاسلام کہتے ہیں۔ دار الاسلام کے متعلق امام ابو حنیفہ سے مروی اقوال و روایات کی تعداد کثیر ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں: اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے والی فورس کی نماز کی ادائیگی کے متعلق امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

"اذا كان الحرس يحرسون دار الاسلام ان يدخلها العدو،فكان فى الحرس من يكتفى به،فالصلاة احب الى" ۔[31]

جب سپاہی دار الاسلام کی حفاظت پر مامور ہو تا کہ دشمن داخل نہ ہو سکے اور تعداد بھی کافی ہو تو میرے نزدیک نماز کی ادائیگی (اسی حالت میں) زیادہ محبوب ہے۔ اسی طرح مجاہد کے جہاد اور نفل نماز میں افضلیت کے فرق کو واضح کرتے ہیں۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

" قلت: فالحرس احب اليك ام الصلوة تطوعا ؟ قال : ان كان له من يكفيه الحرس فالصلاة احب الى،وان لم يكن له من يكفيه فالحرس أحب الى" ۔[32]

میں نے کہا: (اے ابو حنیفہ) آپ کے نزدیک سرحد کی حفاظت زیادہ پسندیدہ ہے یا نفل نماز کی ادائیگی تو آپ نے فرمایا: اگر فورس کی تعداد کافی ہو تو نماز اور اگر وہ کافی نہ ہو تو سرحد کی حفاظت۔

امام ابو حنیفہ کے اس قول میں ملک کی سرحدوں کی حفاظت کا بہترین اصول موجود ہے کہ اگر فورس ملکی سرحدوں کی

---

[31] ابو یوسف قاضی، یعقوب بن ابراہیم، **الرد علی سیر الاوزاعی**، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، 1421ء)، ص89۔

[32] شیبانی، محمد بن الحسن، الامام، **کتاب الاصل**، جلد7، ص463۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

حفاظت میں مامور ہو اور ان کی تعداد مکمل ہو اور دیگر فارغ ہوں تو ان کا نماز نفل ادا کرنا بہتر ہے اور اگر فورس کی مقدار اضافی نہ ہو اور وہ پوری مقدار میں سرحدوں پر متعین ہو تو پھر سرحدوں کی حفاظت زیادہ بہتر ہے۔یعنی امام ابو حنیفہ کے اس قول کے مطابق سرحدوں کی حفاظت، ضرورت کے وقت نفل نماز سے افضل ہے۔لہذا اس سے ایک عمومی اصول متعین ہوا کہ اگر اسلامی مملکت کی حفاظت کی ضرورت ہو تو نفلی عبادات کی طرف توجہ دینے سے بہتر اسلامی مملکت کی حفاظت کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔

دوسری تقسیم جو سامنے آتی ہے وہ دار الحرب ہے لغوی معنی کے اعتبار سے دار الحرب سے مراد ایسا گھر ہے جہاں امن و سلامتی نہ ہو یا جنگ و قتال کے ذریعے اصلاح کی ضرورت پیش آ رہی ہو اور اصطلاحی اعتبار سے جہاں اسلامی احکامات کا نفاذ و غلبہ نہ ہو اور مسلمان حکمران نہ ہوں اور احکام کفر کا نفاذ ہو جائے اس کو دار الحرب کہتے ہیں۔ دار الحرب اور دار الاسلام میں سودی معاملات یا لین دین اور شرعی مسائل میں تفریق بیان کرتے ہوئے امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

"لو ان مسلما دخل ارض الحرب بأمان فباعهم الدرهم بالدرهمين لم يكن بذلك بأس،لان احكام المسلمين لا تجرى عليهم،فبأى وجه أخذ أموالهم برضامنهم فهو جائز"۔[33]

اگر کوئی مسلمان دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا پھر اس نے ایک درہم کے بدلے دو درہم لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان پر مسلمانوں کے احکامات کا نفاذ نہیں ہو گا۔ سو کسی بھی طریقہ سے اس نے ان کی رضا سے مال لیا تو وہ جائز ہے۔

اس قول اور فقہاء کی دار الحرب کی تعریفات اور عبارت میں مذکور لفظ بأمان سے جو تحقیق سامنے آ رہی ہے وہ یہی ہے کہ آج کے تمام ممالک جن میں اسلامی احکامات کا نفاذ یا غلبہ نہیں ہے لیکن وہاں اَمان یا معاہدہ ہے یا وہ دار الحرب ہیں تو ان ممالک میں ان سے دھوکا بازی کے بغیر تھوڑی رقم کے بدلے زیادہ رقم لے لے تو ایسی صورت میں اضافی رقم لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ ان ممالک میں اسلامی احکامات نہیں ہیں جس کی وجہ سے بعض کے نزدیک وہاں سود کی اصطلاح ہی استعمال نہیں کی جائے گی بلکہ اس کو زیادہ مال لینے پر محمول کیا جائے گا۔ دار الحرب میں مسلمانوں کی مدد کے لیے پہنچنے والے دوسرے لشکر کے مال غنیمت سے حصے کے متعلق امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

"اذا دخل الجيش ارض الحرب فغنموا غنيمة ثم لحقهم جيش آخر قبل ان يخرجوا بها الى دار الاسلام مددا لهم ولم يلقوا عدوا حتى خرجوا بها الى دار الاسلام،فهم شركاء فيها"۔[34]

جب کوئی لشکر دار الحرب میں داخل ہو اور مال غنیمت حاصل کرے پھر ایک اور لشکر دار الاسلام جانے سے پہلے ان کے

---

[33] ابو یوسف قاضی، یعقوب بن ابراہیم، **الرد علی سیر الاوزاعی**، ص96

[34] ایضاً، ابو یوسف قاضی، یعقوب بن ابراہیم، **الرد علی سیر الاوزاعی**، ص34

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ساتھ مل جائے جو ان کی مدد کے لیے آیا ہو حالانکہ اس نے دشمن کا سامنا نہ بھی کیا ہو یہاں تک کہ اکٹھے دار الاسلام کی طرف نکل پڑھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ (مال غنیمت میں) شامل ہوں گے۔

تیسری تقسیم دار العہد ہے اس سے مراد ایسا علاقہ ہے جس کے رہنے والوں سے کوئی معاہدہ ہوا ہو۔ اور اصطلاحی اعتبار سے دار العہد ایسے ممالک یا علاقہ جات کو کہتے ہیں جن کے ساتھ مسلمانوں کا کسی معاملہ میں معاہدہ ہوا ہو۔ مسلمانوں کا دوسرے ممالک سے معاہدہ کرنے یا نہ کرنے کی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان طاقت ور ہوں تو اہل شرک سے معاہدہ کی اجازت نہیں کیونکہ اس میں کفار سے جو قتال کا حکم ہے اس میں ترک یا تاخیر ہے اس لیے حاکم کو کسی ضرورت کے بغیر معاہدہ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ کمزوری دکھاؤ اور نہ غم کھاؤ اگر تم مومنین ہو تو تم ہی غالب ہو گے۔ اور اگر مسلمان طاقت ور نہ ہوں تو معاہدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس حالت میں مسلمانوں کے لیے معاہدہ کرنا بہتر ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی ان کی طرف میلان فرمائیں اور اللہ پر توکل رکھیں۔[35] امام ابو حنیفہ نے مسلمانوں کی خیر و بھلائی اور بہتری کو سامنے رکھتے ہوئے مصلحت کا اصول قائم کیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی خیر و بھلائی اور بہتری ہو گی وہاں مصلحت کا اصول کار فرما ہو گا، اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ وہ مصلحت قرآن و سنت کے منافی نہ ہو اور اگر ظاہراً ایک آیت سے وہ اصول منافی نظر آتا محسوس ہو رہا ہو تو کسی دوسری آیت کریمہ سے استفادہ کر کے ایسے اصول مصلحت کا تعین کر لیا جائے گا جس سے شعائر اسلام اور وقار اسلام کی بحالی بھی رہے اور نقصان کا کوئی پہلو بھی نہ رہے۔ جس طرح امام ابو حنیفہ نے دونوں نکتہ ہائے نظر پر دو آیات پیش کر کے مصلحت کا اصول قائم فرمایا ہے۔ چوتھی تقسیم دار الصلح ہے۔ اس سے مراد ایسا علاقہ ہے جس میں کسی سے صلح کی جائے۔ اور اصطلاحی اعتبار سے دار الصلح ایسے دار العہد کو کہتے ہیں جس کو مسلمان کسی معاہدے کے تحت حاصل کریں۔ اگر وہاں کے لوگ مسلمان ہو جائیں تو ان سے جزیہ یا خراج نہ لیا جائے گا ورنہ ان سے جزیہ یا خراج وصول کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ نے ذمیوں سے صلح اور خراج کے متعلق مسائل بیان فرمائے، امام ابو یوسف فرماتے ہیں: میں نے کہا: ان ذمیوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو صلح کریں کیا ان کے سرداروں یا ان پر ان کی طاقت کے مطابق خراج ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا اہل ذمہ کے خراج کے بارے آپ تک کوئی روایت پہنچی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہر ایسی زمین پر خراج رکھتے تھے۔ جو کھیتی کی صلاحیت رکھتی تھی ایک جریب پر ایک درہم اور ایک بوری۔ ایک جریب کرم پر دس درہم اور ترکھجوروں کے ایک جریب پر پانچ درہم اور ہمارے تک یہ بھی بات پہنچی ہے کہ (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) نے رئیسوں پر بارہ یا چوبیس یا اٹھائیس درہم رکھے۔[36] اور پانچویں دار الامن ہے۔ دار الامن ایسے گھر کو کہتے ہیں جس میں امن فراہم کیا جائے۔ اصطلاح میں دار الامن ایسے علاقہ یا ملک کو کہا جاتا ہے جس میں

---

[35] سرخسی، محمد بن احمد، شمس الدین، **شرح کتاب السیر الکبیر**، جلد 1، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1997ء)، ص 2۔

[36] شیبانی، محمد بن الحسن، الامام، **کتاب الاصل**، جلد 7، ص 464۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کسی شخص کو امان ملے اور اس کے ساتھ اسی مملکت کے باشندوں جیسا سلوک ہو رہا ہو۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہ سے عرض کیا: اس مسلمان مرد کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو امان لے کر دار الحرب میں داخل ہو اور حربی کتابی عورت سے نکاح کر لے؟ آپ نے فرمایا: میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ میں عرض کی اگر نکاح کر لیا تو جائزہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی آپ اس کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اس کی اولاد دار الحرب میں ہو اور وہاں رہائش پذیر ہو۔ میں نے عرض کی: کیا ان کے ذبیحہ کو بھی ناپسند کرتے ہیں جو ان میں سے اہل کتاب ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: کتابیوں کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال رکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ سے حربی اہل کتاب کے نکاح کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس کو ناپسند کیا اور ان کے ذبیحہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس میں کوئی حرج نہ سمجھا۔[37] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال و روایات کے مطالعہ سے بین الاقوامی قانون پر دار الاسلام، دار الحرب، دار العہد، دار الصلح، دار الامن جیسی انواع سامنے آئیں جن سے عصر حاضر میں استفادہ کر کے بین الاقوامی قانون کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

4۔ بین الاقوامی قانون سے متعلق امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ کی ضرورت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے افکار سے مستفاد اس فن کی اہمیت کے پیش نظر اس سے استفادہ عصری بین الاقوامی قانون کو مزید بہتر بنانے میں مدد فراہم کر سکتا ہے کیوں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال و استدلال اور افکار قرآن سنت کے مطابق ہیں جبکہ دیگر قوانین عالم کا عقل پر بھی انحصار ہے۔ بین الاقوامی قانون کے ضمن میں جو مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انتہائی احسن انداز میں ان کو بیان فرما دیا ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے افکار سے جن بین الاقوامی قانون کی جہات کو بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

الف۔ سفیروں کے حقوق

سفیر کسی بھی ملک کا وہ نمائندہ ہوتا ہے جو کسی دوسری ریاست میں جا کر اپنی ریاست کے معاملات کو اس سے استوار کرتا ہے چوں کہ سفیر ایک معاہد یعنی ایسا شخص ہوتا ہے جو امان کے تحت اس ملک میں داخل ہوتا ہے اس لیے اس ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح نکاح کا وکیل میاں بیوی کے درمیان امور و معاملات طے کرتا ہے اسی طرح سفیر دو ممالک کے درمیان وکیل ہوتا ہے۔ سفیر چاہے غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اس کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانا یا اس کو قتل کرنا شریعت اسلامیہ کی روشنی جائز نہیں ہے کیوں کہ اس کو امان دی گئی ہوتی ہے امام ابو حنیفہ کا سفیر کے تحفظ سے متعلق موقف بڑا واضح ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

> میں نے عرض کیا: اس حربی شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو دار الاسلام میں کوئی چیز لے پھر بولے: میں

---

[37] ایضاً

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

سفیر / قاصد ہوں پھر بادشاہ کا خط نکالے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: جب پہچان ہو جائے کہ وہ بادشاہ کا خط ہے تو اسے امان ہو گی یہاں تک کہ اپنا پیغام پہنچادے اور پلٹ جائے اور اگر نہ پہچان ہو سکے تو وہ اور اس کا سارا مال غنیمت ہے۔[38]

سفیروں کی حفاظت و امان کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا نقطہ نظر سنت مبارکہ سے مستفاد ہے۔ اسلام میں سفیروں کے جان ومال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے جو اصول متعین فرمائے گئے ہیں بے مثال ہیں۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ روم کے بعض گورنروں نے رسول اللہ ﷺ کے سفیروں کا قتل عام کیا اور ان کے ارد گرد جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان کو بھی قتل کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کی۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ان کے سفیروں کے جان ومال کو تحفظ فراہم کیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے معاہد، قاصد
اور سفیر کے جان ومال اور عزت و آبرو کا نہ صرف خود تحفظ کیا بلکہ اس کا حکم بھی صادر فرمایا۔[39] ڈاکٹر محمد دسوقی کہتے ہیں: کسی بھی حالت میں سفیروں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے، نہ ہی ان سے بدسلوکی کی اجازت ہے وہ اس وقت تک اسلامی ریاست کی حفاظت میں ہیں جب تک اپنے ملک واپس نہ چلے جائیں۔[40] فقہائے اسلام کا اتفاق ہے کہ سفیروں اور غیر اسلامی ممالک کے وفود سے وعدہ خلافی یا دھوکہ دہی کرنا جائز نہیں چاہے وہ کسی مسلمان قیدی کو اپنے پاس قتل بھی کروادیں لیکن ان کے بدلے میں سفیروں اور وفود کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ معلوم ہوا کہ سفیروں کے جان ومال کے تحفظ سے متعلق امام ابو حنیفہ کا نقطہ نظر بڑا واضح، درست اور اسلامی نقطہ نظر کے عین مطابق ہے رہی بات عصری بین الاقوامی قانون کی تو اس میں سفیروں کو دھوکہ دہی یا ان سے وعدہ خلافی یا نقصان پہنچانے کا قانون 1907ء اور 1949ء میں تشکیل دیا گیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس سے پہلے عیسائی، سفیروں اور وفود کو قتل کر دیا کرتے تھے جبکہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے کسی سفیر سے ایسا سلوک نہیں کیا۔[41] اگر آج کی تازہ ترین صورت حال کو دیکھا جائے تو جو قانون 1907ء اور 1949ء کو تشکیل دیا گیا تھا ان سے انحراف کرنے والوں کو کڑی سزائیں دی گئیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیروں کے جان ومال اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے عملی صورت کا یقینی ہونا ضروری ہے۔ امام صاحب نے سنت کے مطابق سفیروں سے متعلق جو فیصلہ فرمایا تھا وہ بین الاقوامی قوانین سے ہم آہنگ بلکہ ان کو مزید وسیع وفعال بنانے میں اہم کردار کا حامل ہو سکتا ہے۔

ب۔ ذمیوں کے حقوق

ذمیوں سے کیے جانے والے معاہدے کو معاہدہ ذمہ کہا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا غیر مسلموں سے ہونے والا

---

38 الشیبانی، محمد بن الحسن، الامام، **السیر الصغیر**، جلد 1 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2002ء)، ص 178۔

39 احمد بن محمد بن حنبل، الامام، المسند، جلد 6، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000ء)، ص 306۔

40 محمد دسوقی، ڈاکٹر، **امام محمد بن حسن شیبانی اور ان کی فقہی خدمات**، مترجمین: حافظ شبیر احمد جامعی، ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2005ء)، ص 400۔

41 زحیلی، محمد وہبہ، ڈاکٹر، **العلاقات الدولیۃ فی الاسلام**، (بیروت: دار الفکر، 1403ھ)، ص 200۔

OPEN ACCESS cc BY NC
Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

معاہدہ ہے جس کی بنیاد پر غیر مسلم، مسلمانوں کے ممالک میں رہائش پذیر ہوسکتے ہیں۔[42] جس میں ذمیوں کو وہی حقوق ملتے ہیں جو مسلمانوں کے ہوتے ہیں۔ اہل ذمہ کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف قرضاوی کہتے ہیں: اسلامی اصطلاح میں مسلم معاشرے میں موجود غیر مسلم شہریوں کو اہل ذمہ یا ذمی کے نام سے جانا جاتا ہے لفظ الذمہ کے معنی عہد، ضمانت اور امان کے ہیں ان لوگوں کو یہ نام اس لیے دیا گیا کیوں کہ ان کے ساتھ اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی طرف سے ایسا معاہدہ کیا گیا ہے جو انہیں اسلامی معاشرے میں اسلام کے زیر سایہ محفوظ و مطمئن زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔[43] اسلام ذمیوں کے حقوق کا ہر دور میں علمبردار رہا جس کی وجہ سے انہیں کبھی بھی ناروا سلوک کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ ہمیشہ سے ہی خلفاء و حاکمین اسلام نے ذمیوں کو پورے پورے حقوق فراہم کیے، قرآن و سنت اور پوری تاریخ اسلام ذمیوں کے حقوق کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے بھی ذمیوں کے حقوق بڑے احسن طریقے سے بیان فرمائے اور ان کے حقوق کو مسلمان کے حقوق کے مساوی قرار دیا جس میں ان کے جان ومال، عزت و آبرو کے تحفظ سے لیکر قصاص و دیت تک کوئی امتیاز نہیں برتا۔ انہوں نے ذمیوں کے حقوق بڑے احسن انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ:

" دية اليهودى والنصرانى والمجوسى مثل دية الحر المسلم" ۔[44]

یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کی طرح ہے۔ اس سے مراد وہ یہودی، عیسائی اور مجوسی ہیں جو ذمی ہوں۔

امام ابو حنیفہ ذمیوں کے تقسیم غنائم سے متعلق فرماتے ہیں:

"فيمن يستعين به المسلمون من اهل الذمة فيقاتل معهم العدو لا يسهم، ولكن يرضخ لهم" ۔[45]

جب مسلمان ذمیوں سے مدد حاصل کریں اور وہ ان کے ساتھ مل کر دشمن سے لڑائی کریں تو ان کو (باقاعدہ) حصہ نہ دیا جائے لیکن اس میں سے کچھ نہ کچھ مال ان کو دیا جائے۔

امام ابو حنیفہ کا ذمیوں سے خراج کی وصولی کے متعلق مؤقف درج ذیل ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

"قلت: ارايت اموال اهل الذمة من الغنم والبقر والابل والخيل والاموال الصامتة هل عليهم فى شىء

[42] محمد دسوقی، العلاقات الدولية فى الاسلام، ص180۔

[43] قرضاوی، محمد یوسف، ڈاکٹر، **اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض**، (مترجم قیصر شہزاد)، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2011ء)، ص7۔

[44] المصنف لابن ابی شیبۃ، 5/400، المصنف لعبد الرزاق، 10/90

[45] شافعی، محمد بن ادریس، **کتاب الام**، جلد8، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2009ء)، ص563۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

من ذلک خراج؟قال: لا۔"[46]

میں نے عرض کیا: ذمیوں کے مال میں سے بکریاں، گائے، اونٹ، گھوڑے، اور دیگر اموال میں سے کسی پر خراج ہے؟ فرمایا: نہیں۔

امام ابو حنیفہ کا اسلامی ریاست میں ذمیوں کے حقوق کو مسلمانوں کے حقوق سے مساوی، ان کے نقصانات کو مسلمانوں کے نقصانات اور ان کے فوائد کو مسلمانوں کے فوائد قرار دینا قرآن و سنت سے مستفاد ہے رسول اللہ ﷺ نے ذمیوں کے حقوق کے معاملہ میں بڑی سختی فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَلاَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللهِ، فَلاَ يُرَحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا"۔[47]

خبر دار جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ میں تھا تو اس نے اللہ کا ذمہ کو توڑ ڈالا پھر وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا اور جنت کی خوشبو کے ستر سال تک قریب نہ جانے دیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ نے جو ذمیوں کے حقوق سے متعلق اصول و قوانین اور مسائل بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

1۔ مسلمانوں اور ذمیوں کے حقوق مساوی ہوں گے۔
2۔ ذمی کو تکلیف پہنچانا مسلمان کو تکلیف پہنچانے کے برابر ہو گا۔
3۔ حدود و تعزیرات میں مسلمان اور ذمی برابر ہوں گے۔
4۔ ذمی کا کسی بھی مسلمان کے حق کھانے یا کسی کو نقصان پہنچانے یا قتل کرنے کی وجہ سے ذمہ ختم نہ ہو گا۔
5۔ ذمی جب چاہے گا ذمہ ختم کر سکے گا مگر اسلامی ریاست کو ختم کرنے کی مجازنہ ہو گی
6۔ ذمی کے مذہب کے مطابق اسے احکامات بجالانے کی اجازت دی جائے گی۔
7۔ منہیات شرعیہ اسلامیہ اگر ان کے مذہب میں رواہوں گی تو ان کو منع نہ کیا جائے گا اگر وہ اپنے دائرہ کار میں رہیں۔
8۔ ذمیوں کی عبادت گاہوں کا تحفظ کیا جائے گا اگر کسی معبد کو نقصان پہنچے تو اس کی تلافی اسلامی ریاست کرے گی۔
9۔ اگر وہ جزیہ اور خراج بآسانی ادا کر سکیں تو وصول کیا جائے گا۔
10۔ ذمیوں کے معذور اور مالی کمزور افراد پر جزیہ اور خراج نہ ہو گا۔
11۔ ذمیوں کے بوڑھے ضعیف سے بھی جزیہ اور خراج وصول نہیں کیا جائے گا۔

---

[46] الشیبانی، محمد بن الحسن، السیر الصغیر، جلد 1، ص 152۔

[47] ابو عیسی ترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسیٰ، **الجامع**، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 2008ء)، جلد 3، ص 33۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال وروایات سے مستفاد ذمیوں سے متعلق تفصیلی قوانین موجود ہیں جو عصری بین الاقوامی قوانین میں ممد و معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ نیز اس سے ریاستوں کے باہمی تعلقات کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے جب ایک ریاست و مذہب کے باشندوں کو دوسری ریاست تحفظ فراہم کرے گی تو تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ جس طرح سفیروں اور ذمیوں کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے پر امام ابو حنیفہ کا نقطہ نظر واضح ہے، دوران جنگ مذہبی رہنماؤں، بوڑھوں، بچوں اور خواتین کے جان ومال کے تحفظ پر بھی تفصیلات موجود ہیں۔

ج۔ دوران جنگ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی جان کا تحفظ

امام ابو حنیفہ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے تھے جنگ کے دوران دشمن کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو تحفظ فراہم کرنے پر آپ کا مؤقف بالکل واضح ہے۔ قاضی ابویوسف فرماتے ہیں:

"سالته عن قتل النساء والصبيان والشيخ الفانى الذى لا يطيق القتال والذى به زمانه لا يطيقون القتال، فنهى عن ذلک وكرهه"۔[48]

میں نے ابو حنیفہ سے سوال کیا: عورتوں، بچوں، بہت بوڑھوں وہ افراد جو دائمی مرض میں مبتلا ہوں اور جنگ کی طاقت نہیں رکھتے ان کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور اس کو حرام قرار دیا۔

ایک اور مقام پر قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں: میں نے (امام ابو حنیفہ سے) عرض کی: مال غنیمت اٹھانے کا کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟ تو فرمایا: اگر سامان رکھنے کے لیے جگہ موجود ہو تو لے لے اگر مسلمانوں کے پاس گنجائش نہیں تو چھوڑ دے ۔ میں نے عرض کی اگر امیر، مسلمان اور خاص لوگ اس کو لے لیں تو ٹھیک ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ اگر ان کو اچھا لگے تو اس کو سواریوں پر اٹھا کر اس کی اجرت لے لی جائے، قیدی اگر طاقت رکھتے ہوں تو ان کو پیدل چلایا جائے اگر مسلمان وہ مال غنیمت لے جانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو مردوں (جنگجوؤں) کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا جائے اسی طرح کئی مقامات پر انہوں نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا ہے۔ موجودہ جنگی طرز عمل میں عصری بین الاقوامی قوانین کے انسانی جانوں بالخصوص بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے جان ومال کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام نظر آنے کی وجہ جدید ٹیکنالوجی کا بے دریغ استعمال ہے، ایک ریاست کا دوسری ریاست پر قبضہ جمانے کی کوشش میں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے جان ومال کے تحفظ کا کوئی طریقہ کار اختیار نہیں کیا جارہا۔ جبکہ بچوں کا بین الاقوامی ادارہ جو 11 دسمبر 1946ء کو اقوام متحدہ کے زیر اثر قائم ہوا جو بچوں کے معاملات طے کرتا ہے اور ان کے امور و معاملات میں مختلف ممالک کی مدد کرتا ہے۔ یہ اس وقت 140 ممالک میں بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہا ہے۔ یہ بچوں کی فلاح و بہبود، معاشرتی معاملات میں بھرپور کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس میں نصاب کی تیاری، بچوں کی بیماریاں اور ان

[48] الشیبانی، محمد بن الحسن، السیر الصغیر، جلد 1، ص 259۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کا علاج و تشخیص وغیرہ شامل ہیں دنیا کے 30 ممالک میں اس کے دفاتر موجود ہیں 1965ء میں اس نے نوبل پرائز بھی حاصل کیا۔[49] لیکن کیا اس کے لیے دوران جنگ یا حملہ بھی کوئی تدبیر قائم کی جارہی ہے تاحال ایسی کوئی صورت نظر نہیں آرہی افغانستان، عراق، لیبیا، فلسطین اور کشمیر اس کی زد میں رہے اور ہیں جب تک اس سے متعلق باقاعدہ حکمت عملی وضع نہ کی جائے یہ تحفظ ممکن نہیں امام ابو حنیفہ کے افکار کے مطابق جنگ کی صورت میں بھی ان کا تحفظ یقینی بنانے کا طریقہ کار اور حکمت عملی وضع کی گئی ہے، جس سے استفادہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ دوران جنگ احترام انسانیت اور کمزور افراد کے تحفظ کو ذاتی مفادات پر ترجیح دی جائے اور شہری بستیوں کو نشانہ نہ بنایا جائے، حملہ کرنے سے پہلے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے جان ومال کے تحفظ سے متعلق اطلاع دی جائے یا پھر جیسا بھی ممکن ہو دوران جنگ ان کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے یہاں امام ابو حنیفہ کا دوران جنگ بے ضرر انسانوں کے تحفظ کے بارے ایک قول ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں:

"إذَا حَصَرَ الْمُسْلِمُونَ عَدُوَّهُمْ فَقَامَ الْعَدُوُّ عَلَى سُورِهِمْ مَعَهُمْ أَطْفَالُ الْمُسْلِمِينَ يَتَتَرَّسُونَ بِهِمْ قَالَ يَرْمُونَهُمْ بِالنَّبْلِ وَالْمَنْجَنِيقِ يَعْمِدُونَ بِذَلِكَ أَهْلَ الْحَرْبِ وَلَا يَتَعَمَّدُونَ بِذَلِكَ أَطْفَالَ الْمُسْلِمِينَ"۔[50]

جب مسلمان دشمنوں کا محاصرہ کرلیں پھر دشمن مسلمانوں کے بچوں کو ڈھال بنائیں اس صورت میں مسلمان تیر اور منجنیق کا استعمال کرتے ہوئے محاربین کو نشانہ بنائیں مسلمانوں کے بچوں کو نشانہ نہ بنائیں۔

اس کی بنیاد وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بنایا کرتے تھے جس طرح فرماتے ہیں کہ

" بَلَغَنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ قَتْلِ نِسَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْحَرْبِ"۔[51]

رسول اللہ ﷺ سے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے قتال کے دوران مشرک عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

انس بن مالک رضی للہ عنہ کی روایت بھی اس ضمن میں پیش کی جاتی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً"۔[52]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت زیادہ ضعیف بوڑے کو قتل نہ کرو، بچے، چھوٹے اور عورت کو قتل نہ کرو۔

---

[49] وہبہ زحیلی، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، ص39۔

[50] شیبانی، محمد بن الحسن، الامام، **کتاب الاصل**، جلد7، ص95۔

[51] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، السنن، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2010ء)، ص300۔

[52] سرخسی، محمد بن احمد، شمس الدین، **شرح کتاب السیر الکبیر**، جلد1، ص52۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

عصری بین الاقوامی صورت حال میں امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ باہمی تعلق و روابط اور انسانی جان مال کے تحفظ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہو گا نیز تصادم اور ذاتی مفادات کی بجائے انسانی اقدار کی تنظیم و تشکیل احسن انداز سے ہو گی۔

د۔ مذہبی راہنماؤں کا تحفظ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک مذہبی راہنماؤں کو قتل کرنا یا کسی قسم کا جانی نقصان پہنچانا جائز نہیں۔ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ سے مروی ہیں کہ ان اصحاب الصوامع لا یقتلون۔[53] (53)پادریوں کو قتل نہ کیا جائے۔ امام ابو حنیفہ کا مؤقف حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے مستفاد ہے:

" كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ قَالَ: " اخْرُجُوا بِسْمِ اللهِ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، لَا تَغْدِرُوا، وَلا تَغُلُّوا، وَلا تُمَثِّلُوا، وَلا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَلا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ"۔[54]

رسول اللہ ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے تو فرماتے کہ اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں نکلو اس سے لڑو جو اللہ کا انکار کرے، دھوکہ دہی نہ کرو، خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو، بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرو۔

اسلامی قوانین کو احسن انداز میں پیش کرتے ہوئے امام ابو حنیفہ نے حقیقی طور پر مذہبی راہنماؤں کے تحفظ کو یقینی بنانے کی ہدایت کی تھی لیکن عصری ذاتی مفادات کی جنگ نے ایسے افراد کے جانی تحفظ کو یقینی بنانے کی بجائے خود خطرات میں ڈال رکھا ہے۔ عہد حاضر میں مسلمان مذہبی رہنماؤں کو جس انداز سے شہید کیا گیا وہ انسانی اور معاشرتی اصلاح نہیں بگاڑ ہے۔ مذہبی راہنماؤں کے جانی تحفظ سے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے افکار سے استفادہ کی صورت میں انسانی اقدار کو تحفظ فراہم کیا جا سکتا ہے جس سے باہمی تعلقات مضبوط اور فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

ھ۔ جنگی قیدیوں، معذوروں، بیماروں سے برتاؤ

جنگ ایک قوم کا دوسری قوم کے ساتھ تصادم، دشمنی اور مد مقابل افراد کو منطقی انجام تک پہنچانے کا نام ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نقصان اور جبر و ستم کے ان حالات میں بھی بے قصور یا ہتھیار ڈالنے والوں کے تحفظ و دفاع کے لیے اپنا نقطہ نظر سامنے رکھا تا کہ انسانی اقدار اور کمزور و بے قصور لوگوں سے متعلق بہترین قانون سازی ہو سکے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ سے کہا:

" أرأيت الاعمى والمقعد والمعتوة الغلوب هل يقتلون اذا اخذوا اسارى او اصابهم الجند فى الغارة؟ قال لا يقتلون"۔[55]

---

[53] حمد بن محمد بن حنبل، الامام، المسند، جلد 1، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000ء)، ص 300۔

[54] الشیبانی، محمد بن الحسن، السیر الصغیر، جلد 1، ص 35۔

[55] ماوردی، علی بن محمد بن محمد، ابو الحسن، **الاحکام السلطانیہ**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2010ء)، ص: 221۔

OPEN ACCESS
Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

اندھے، غیر مقاتلین، اور پاگل جب قید ہو جائیں تو ان کو قتل کیا جائے گا یا کوئی لشکر ان پر حملہ کر دے تو کیا ان کو قتل کیا جائے؟ فرمایا: ان کو قتل نہ کیا جائے گا۔

یعنی جنگی قیدیوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں بالخصوص وہ افراد جو جنگ کرنے کی صلاحیت یا ارادہ نہ رکھتے ہوں۔ امام ابو حنیفہ کے اسیر ان جنگ سے حسن سلوک اور ان کو قتل نہ کرنے سے متعلق نقطہ نظر کو اسلام کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں سے حسن سلوک کی کئی مثالیں قائم فرمائیں ہیں۔ فتح مکہ کے وقت وہ مکی باسی جنھوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام علیھم الرضوان پر ظلم و ستم ڈھائے یہاں تک کہ ان کو تکلیفیں واذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے عام معافی کا اعلان کیا، اگر چاہتے تو ان کو قتل کروادیتے یا غلامی میں رکھ کر مشقت لیتے یہاں تک کہ مکہ کے غیر مسلم قیدیوں کو بھی معاف فرما دیا۔ آپ ﷺ نے کئی قیدیوں کو فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا مثلا: سریہ حسمی 6ھ میں 100 قیدی، غزوہ بنی مصطلق 5ھ میں 19 قیدی، سریہ جموم 6ھ میں 10 قیدی، غزوہ حنین 8ھ میں 6000 قیدی (چھ ہزار)، سریہ بنوطے 9ھ میں دختر حاتم طائی اور اس کی ساری قوم کو قید سے رہا کر دیا۔ ہاں جن قیدیوں کے ذریعے شر پھیلنے کا خطرہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ان چھ افراد عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عبداللہ بن خطل، عبداللہ بن خطل کی دو لونڈیاں، حویرث بن نفیل اور مقیس بن حبابہ کے قتل کا حکم دے کر امن کی فضا قائم فرمادی اور فتنہ و فساد کا سد باب کر دیا۔ عصری بین الاقوامی صورت حال میں یہ امر پریشان کن ہے کہ قید و بند کی صعوبتوں میں انسانیت کی کیسے تذلیل کی گئی۔ عہد قریب میں صلیبی جنگوں میں جنگی قیدیوں کے ساتھ جو ستم ہوا تاریخ اس پر بھی شاہد ہے سپہ سالار رچرڈ نے بیت المقدس کے سامنے تین ہزار مسلمانوں کو شہید کیا۔ پہلی صلیبی جنگ میں ستر ہزار لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ آج بین الاقوامی قانون میں قیدیوں سے حسن سلوک کا قانون اسلامی قوانین جنگ سے اخذ کیا گیا ہے جس کی بنا پر قیدیوں کا تحفظ لازم وضروری گردانا گیا۔ 1907ء کی ہیگ کانفرنس اور جنیوا کے 1929ء و 1949ء کے اجلاس میں اس قانون کو شامل کر دیا گیا۔ بین الاقوامی قانون کے تحت جنگ کے دوران قیدیوں کی قید کو احتیاطی حکمت عملی کے طور پر لیا گیا ہے نہ کہ سختی کرنے یا ظلم و ستم ڈھانے کے لیے۔[56] ہیگ اور جنیوا کی کاغذی کاروائی کی عملی شکل میں تبدیلی اور امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ انسانی اقدار اور ان کے جان ومال، جنگی قیدیوں اور معذور و کمزور افراد کے تحفظ کو یقینی بنانے میں اہم کردار کا حامل ہو گا۔

و۔ جدید دھماکہ خیز مواد کا استعمال

جدید ٹیکنالوجی کے دور میں عصری جنگی صورت حال سے انسانی قدریں یوں پامال ہوتی نظر آئیں کہ ایک ریاست اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دوسری ریاست یا علاقے پر جدید دھماکہ خیز مواد کے ذریعے سے حملہ کرتی ہے جس میں بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور مذہبی رہنماؤں کے جان ومال کے تحفظ کا کوئی تصور موجود نہیں ہوتا پوری کی پوری بستیاں

[56] وہبہ زحیلی، العلاقات الدولیہ فی الاسلام، ص 99-110

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

بے قصور انسانوں سمیت تباہ کر دی جاتی ہیں۔اس ضمن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انسانی اقدار اور جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے بڑا واضح مؤقف بیان فرمادیا ہے۔ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں:

"قُلْتُ وَلَمْ لَا يُعقِرُونَهُ قَالَ لَانَّ ذَلِكَ مُثْلَةٌ وَلَا يَنْبَغِي لَهُم أَنْ يُمَثِّلُوا،وَقَدْ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺعَنِ الْمُثْلَةِ (57)[57]۔"

میں نے عرض کی ان کو (دشمنوں کے جانوروں کو) برچھے کیوں نہ مارے جائیں؟ فرمایا: یہ مثلہ ہے ان کے ساتھ مثلہ جائز نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

" قلت: ارایت اهل العدل اذا ظهروا على اهل البغى قتلاهم ايصلون عليهم ؟قال:لا۔قلت ولم، اليسوا مسلمين ؟قال: بلى، وان كانوا مسلمين فانى ادع ذلک منهم ۔ قلت: فهل تامر بدفنهم؟قال: نعم۔ قلت: فهل تكره ان توخذ رووسهم فيبعث بها الى الامام ؟قال: نعم،اكره ذلک؛ لانها مثلة ۔ولم يبلغنا عن على بن ابى طالب فى حروبه كلها انه صنع ذلک، ولا انه امر يحمل راس"۔[58]

میں نے عرض کیا: جب اہل عدل باغیوں اور ان کے مقتولین پر غالب آجائیں تو کیا ان پر نماز پڑھیں وعلی گے؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: کیوں کیا وہ مسلمان نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں اگر وہ مسلمان ہوتے تو میں ان میں سے ہی چھوڑ دیتا۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ ان کی تدفین کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا آپ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ ان کے سر تن سے جدا کر کے امام کے پاس بھیجے جائیں۔ فرمایا: ہاں۔ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کیوں کہ یہ مثلہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی بھی دوران قتال ایسا کرنے کی خبر ہم تک نہیں پہنچی اور نہ ہی آپ نے کسی سر کو اٹھانے کا حکم دیا ہے۔

1930ء میں جب تخفیف اسلحہ کا معاہدہ ہوا تو اس میں زہریلی گیس کا استعمال قبیح فعل قرار دیا گیا۔۔اور بین الاقوامی معاہدات میں ایسے آلات (گولے وغیرہ) کے استعمال سے بھی روک دیا گیا جس سے انسانی اعضا بکھر جائیں یا ان کی قطع و برید ہو۔[59] لیکن یہود ونصاریٰ کی عملی صورت حال یہ ہے کہ جب یہ معاہدہ پاس کیا گیا تو ابتداء ہی امریکی نمائندے مسٹر

---

[57] الشیبانی، محمد بن الحسن، السیر الصغیر، جلد1، ص110۔

[58] ایضاً، جلد1، ص253۔

[59] وہبہ زحیلی، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، ص40۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

ہولس نے اس کی شدید مخالفت کی اور اس کو مایوس کن معاملہ قرار دیا۔ وہ کہنے لگا: کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ معاہدہ جو تخفیف اسلحہ پر مشتمل ہے کامیاب ہو پائے گا یا اس پر عمل ہو سکے گا اس کو مایوسی اٹھانا پڑے گی[60]

ضرورت اس امر کی ہے کہ موجود عصری بین الاقوامی قوانین کی تشکیل و تکمیل کی جائے اور امام ابو حنیفہ کے افکار سے استفادہ کر کے انسانی اعضا اور جان کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور ہر قسم کے دھماکہ خیز مواد سے اجتناب کیا جائے۔ یہ بات کہنا بجا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بین الاقوامی قانون سے متعلق بہترین افکار موجود ہیں جن سے عصری بین الاقوامی قانون میں اصلاح و بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ان سے استفادہ کی صورت میں بین الاقوام و بین الممالک ہم آہنگی میں اضافہ و بہتری آئے گی اور تصادم کا خاتمہ ہو گا، ذاتی مفادات کی بجائے احترام انسانیت کو فروغ ملے گا جس سے انسانی قدریں بحال ہوں گی اور پوری دنیا کی اقوام، علاقہ جات اور مملکتوں کی تنظیم و تشکیل ہو گی۔

5۔ خلاصہ بحث

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بین الاقوامی قانون کی تشکیل کے لیے اس فن پر باقاعدہ "السیر" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ پھر اس کے فروغ و اشاعت اور تدوین کی خاطر قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد جیسے تلامذہ تیار کیے، جنہوں نے "السیر الکبیر"، "السیر الصغیر"، "الرد علی سیر الاوزاعی"، "کتاب الخراج" اور "کتاب الفرائض" جیسی کتب تحریر کر کے بہترین ذخیرہ مرتب کر لیا، یہ ذخیرہ اس فن کی بنیاد ہے اس کے بعد فقہائے اسلام کے لیے اس میں کئی راہیں کشادہ ہو گئیں، اسی کاوش کے نتیجہ میں امام ابو حنیفہ بین الاقوامی قانون کے بانی قرار پائے، اس سے قبل اس فن کو سیرت کا حصہ سمجھا جاتا تھا آپ کے عہد میں باقاعدہ فقہی و قانونی اعتبار سے "علم السیر" کا نام دیا جانے لگا۔ امام ابو حنیفہ نے قرآن و سنت اور اقوال و افعال صحابہ علیہم الرضوان سے مستفاد بین الاقوامی قانون پر ایک وسیع ذخیرہ فراہم کیا۔ دار الاسلام، دار الحرب، دار العہد، دار الصلح اور دار الامن کے تفصیلی مباحث بھی اسی کاوش کے رہین منت ہیں۔ نیز دوران جنگ عورتوں،

بچوں اور بوڑھوں کی جان کا تحفظ، سفیروں، مذہبی رہنماؤں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا تحفظ، جنگی قیدیوں، معذوروں، بیماروں سے برتاؤ، جدید دھماکہ خیز مواد کا استعمال، قیام امن عالم، غلامی و محکومی کا تصور آزادی، مستامنین کے حقوق، جزیہ و خراج، ریاستوں کے باہمی تعلقات و معاہدات، دوران جنگ سزا اور حدود سے کا قیام، مال غنیمت کی تقسیم یا اس کا استعمال، غیر مسلموں کی عورتوں سے نکاح وغیرہ پر وافر مقدار میں مواد فراہم کیا گیا۔ جس سے استفادہ اقوام عالم کی بہتری و باہمی تعلقات کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ قتل و غارت گری، باہمی دشمنی اور نقصانات سے بچاؤ کی تدابیر میسر آ سکتی ہیں۔ نت نئے پیش آمدہ مسائل مثلاً ویزہ کی فراہمی، سفارتی تعلقات میں وسعت، غیر مسلم ممالک میں پناہ گزینی کے احکامات، جدید بین الاقوامی تجارتی امور و معاملات اور بینکاری اور سودی نظام سے متعلق اصول و قوانین مہیا ہو سکتے ہیں۔

[60] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **الجہاد فی الاسلام**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2009ء) ص 462-480۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**